© rasailojaraid.com

کتاب نما

سیکولرزم، مباحث اور مغالطے، طارق جان۔ ناشر: ایمل پبلی کیشنز، اسلام آباد۔ تقسیم کنندہ: ۱۲-سیکنڈ فلور، مجاہد پلازا، بلیو ایریا، اسلام آباد۔ صفحات: ۶۴۳۔ قیمت: ۸۸۰ روپے۔/۲۰ امریکی ڈالر۔

ISBN نمبر: ۶-۰۳-۹۵۵۶-۹۶۹-۹۷۸

یورپ کی فکری تاریخ میں اٹھارھویں صدی ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس صدی میں نہ صرف یورپی تصورِ مذہب بلکہ تصورِ معاشرہ معیشت و سیاست اور ثقافت، غرض زندگی کے اہم شعبوں میں ایک نمایاں اور بنیادی تبدیلی واقع ہوئی۔ عیسائیت اور کلیسا کا اقتدار چرچ کی چاردیواری تک محدود ہوگیا اور زندگی کے دیگر معاملات کی حدبندی الگ الگ فلسفوں کے زیراثر عمل میں لائی گئی۔ اس حوالے سے ہیگل، کارل مارکس، ڈارون، ڈیکارٹس، اوگسٹ کومتے اور ہیوم اور مِل کی فکر نے زندگی کے مختلف شعبوں میں گہرے اثرات ڈالے۔ نتیجتاً مادیت، لذتیت، انفرادیت، لادینی جمہوریت، لامحدود معاشی دوڑ نے یورپی معاشرے کی اقدار میں ایک عنصری تبدیلی پیدا کی۔ بعد میں آنے والی دوصدیوں میں ان تصورات کو مزید قبولیت حاصل ہوئی اور اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی یہ احساس اُبھرا کہ وہ جدیدیت جو اٹھارھویں صدی کی پہچان اور بعد کے اَدوار کے لیے رہنما اصول کی حیثیت رکھتی تھی اب ماضی کا قصہ ہے۔ چنانچہ Beyond post Modernism کا نعرہ بلند کیا گیا۔ مغرب کے اس فکری سفر میں اگر قدرِ مشترک تلاش کی جائے تو سیکولرزم یا لادینیت ان تمام تصورات میں کارفرما نظر آتی ہے۔ سیکولرزم دراصل زندگی، حقیقت اور سچّائی کو دوخانوں میں بانٹنے کا نام ہے، یعنی ایک خانہ مذہب کا اور دوسرا خانہ دنیا یا مادیت کا۔ اس تقسیم میں حقیقی عامل اور عنصر مادہ اور حِس کو تسلیم کیا گیا۔ چنانچہ ہر وہ شے جو مادی طور پر یا حسّی تجربے کے نتیجے میں وجود رکھتی ہو حقیقی قرار پائی اور جو چیز اس معیار پر پوری نہ اُترتی ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ واہمہ، وقتی اور غیر حقیقی سمجھ لی گئی۔ بعد کے آنے والے مفکرین خصوصاً سگمنڈ فرائڈ نے نفسیاتی زاویے سے جائزہ لیتے ہوئے empiricial reality کو بھی لاشعور اور تحت الشعور کا تابع کر دینا چاہا۔ اس پورے تہذیبی عمل میں یہ ماننے کے باوجود کہ انفرادی طور پر جو چاہے اور جس طرح چاہے اپنے مذہب پر عمل کرے۔ کاروبارِ حیات کے دروازے مذہب یعنی عیسائیت کے لیے بند کر دیے گئے، اور مذہب کو ایک ذاتی اور انفرادی عمل کا مصدقہ مقام دے دیا گیا۔

ہر شعبۂ علم اور ہر حکمت عملی کی تشکیل اسی فکری بنیاد پر رکھی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مشرق و مغرب میں جس شخص نے بھی معاشرتی علوم یا طبعی و تجرباتی علوم کا مطالعہ کیا، غیر محسوس طور پر یہ بنیادی مفروضہ اُس کے ذہن اور قلب میں جاگزیں ہو گیا۔

دورِ جدید کی دو قدآور علمی شخصیات علامہ اقبال اور سید مودودی نے اس رمز کو نہ صرف پہچانا بلکہ اس کا علمی اور عقلی جواب اسلام کے جامع تصور سے فراہم کیا۔ گذشتہ ۲۰ سال پاکستان کی تاریخ ہی اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس دوران سیکولرزم کو جامعات، انگریزی صحافت اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے نظریۂ پاکستان کو کمزور کرنے اور بھارتی نظریاتی یلغار کی پاکستان میں حمایت اور سرپرستی کی غرض سے ہر ممکنہ سطح پر عام کرنے کی کوشش سرکاری سرپرستی میں کی گئی۔

طارق جان نے انگریزی میں اس نظریاتی یلغار کا مقابلہ علمی اور ابلاغی سطح پر انتہائی کامیابی کے ساتھ کیا اور گذشتہ دو عشروں میں لادینیت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر انگریزی میں اپنی تحریرات سے جہاد کیا۔ میری نگاہ میں ان کا تنہا کام ایک علمی ہراول دستے کے مجموعی کام سے کم نہیں کہا جا سکتا۔ میں ذاتی طور پر ان کی تنقیدی نگاہ، انگریزی زبان پر عبور و مہارت کا معترف آج نہیں، اس وقت سے ہوں جب طارق جوان تھا ___ بلکہ وہ آج بھی جوان تر ہے۔ بہت کم افراد ایسے ہوں گے جنھیں طارق جان نے ۴۰ سال تک گوارا کیا ہو، اور تعلقات کی گہرائی میں کوئی فرق نہ آیا ہو۔ اس لیے توصیفی و تعریفی کلمات کی جگہ ___ جس کے وہ لازماً مستحق ہیں، میں پورے اعتماد سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ جدید نسل کے لیے یہ کتاب ایک لازمی مطالعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

برادر محبّ الحق صاحب زادہ نے بڑی محنت بلکہ جان جوکھوں میں ڈال کر انگریزی کے اصل مضامین کا ترجمہ اُردو میں کیا ہے۔ میرے خیال میں اسے مزید سلیس بنانے کی ضرورت تھی۔

© rasailojaraid.com